HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print): 3006-4759
Volume 2 Issue 2 (Jan-Mar 2025)

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان: عصر حاضر میں ضرورت واہمیت کا اطلاقی جائزہ

Family in the Light of the Seerah of the Prophet (PBUH): An Applied Study on its Need and Importance in Pakistani Society

Muhammad Waseem Khan
MPhil Scholar, Institute of Islamic and Shariah, MY University, Islamabad

Abstract

The family is the foundational unit of any society, playing a pivotal role in shaping individual character and ensuring social stability. In the light of the Seerah of the Prophet Muhammad (S.A.W), the concept of family is deeply rooted in values such as compassion, justice, mutual respect, and moral upbringing. This study explores the concept of family within the framework of the Seerah (biography and teachings) of Prophet Muhammad (S.A.W) and its profound relevance to contemporary Pakistani society. Rooted in Islamic principles exemplified by the Prophet's life, the research investigates the foundational values, roles, and responsibilities within the family unit as demonstrated by the Seerah. It analyzes the critical need for adhering to these Prophetic guidelines in addressing the multifaceted challenges facing families in Pakistan today, including social fragmentation, moral degradation, and destruction of traditional values. Through an applied lens, this study examines the practical implications of the Seerah's teachings on fostering strong familial bonds, promoting ethical conduct, ensuring social unity, and ultimately contributing to a healthier and more virtuous Pakistani society. By highlighting the timeless wisdom embedded in the Prophet's example, this research underscores the enduring importance of the Seerah as a guiding light for strengthening family structures and nurturing a thriving social fabric in Pakistan.

Keywords: Mutual respect, Contemporary Pakistani Society, Foundational Values, Adhering, Familial Bonds, Social Unity

تعارف

خاندان کسی بھی انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ یہ نہ صرف افراد کی نشوونما اور تربیت کا اولین گہوارہ ہے بلکہ معاشرتی اقدار، روایات اور ثقافت کی اگلی نسلوں تک منتقلی کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ پاکستانی معاشرہ، جو کہ ایک اسلامی معاشرہ ہونے کے ناطے اپنی گہری مذہبی اور ثقافتی روایات رکھتا ہے، میں خاندان کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔اسلام نے خاندان کے نظام کو ایک مضبوط اور مستحکم بنیاد فراہم کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہمارے لیے اس حوالے سے ایک بہترین نمونہ اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی نے ہمیں یہ سکھایا کہ ایک مثالی خاندان کی بنیادیں کس طرح رکھی جاتی ہیں، اس میں افراد کے حقوق و فرائض کیا ہیں، اور کس طرح خاندانی زندگی کو خوشگوار اور پرسکون بنایا جا سکتا ہے۔زیر نظر مطالعہ کا مقصد سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان کے تصور، اس کی اہمیت اور عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں اس کی ضرورت کا اطلاقی جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس مطالعہ میں یہ کھوج لگانے کی کوشش کی جائے گی کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کے عملی نمونے سے ہم اپنے خاندانی نظام کو کس طرح بہتر بنا سکتے ہیں اور پاکستانی معاشرہ میں درپیش خاندانی مسائل کے حل کے لیے کس طرح رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ مطالعہ اس بات پر بھی روشنی ڈالے گا کہ کس طرح اسلامی اصولوں پر مبنی ایک مضبوط خاندانی

CC BY

نظام پاکستانی معاشرہ کو سماجی، معاشی اور اخلاقی طور پر ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتا ہے۔ نیز، یہ مطالعہ عصری چیلنجز کے تناظر میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے عملی تجاویز بھی پیش کرے گا۔

موضوع کی ضرورت واہمیت

اس موضوع کی ضرورت و اہمیت موجودہ دور کے تناظر میں انتہائی اہم ہے۔ عصر حاضر میں جہاں فردیت، مادی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی نے معاشرتی تعلقات میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں، وہیں خاندان کے ادارے کو بھی مختلف چیلنجز کا سامنا ہے۔ ایسے میں پاکستانی معاشرہ کے موجودہ تناظر میں گہری ضرورت و اہمیت کا حامل ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کے دستور میں اسلامی تعلیمات کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ خاندانی نظام معاشرے کی بنیاد ہے اور سیرت النبی ﷺ اس نظام کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے بہترین رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس موضوع پر تحقیق اور بحث کے ذریعے اسلامی اقدار کے تحفظ اور فروغ میں مدد ملے گی۔ پاکستانی معاشرہ میں خاندانی نظام کو کئی طرح کے چیلنجز کا سامنا ہے، جن میں مغربی ثقافت کا اثر، معاشی دباؤ، سماجی تبدیلیاں اور بڑھتی ہوئی انفرادیت پسندی شامل ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندانی اصولوں کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ان چیلنجز سے نمٹنے اور خاندانی نظام کو مضبوط بنانے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ بہت سے معاشرتی مسائل کی جڑیں کمزور خاندانی بنیادوں میں پیوست ہوتی ہیں۔ طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، بچوں کی نامناسب پرورش، گھریلو تشدد اور بزرگوں کا احترام نہ کرنا جیسے مسائل خاندانی نظام کی کمزوری کی نشاندہی کرتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کے خاندانی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ان مسائل کی روک تھام اور حل میں مدد مل سکتی ہے۔ نوجوان نسل کو اسلامی طرز زندگی اور خاندانی اقدار سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سیرت النبی ﷺ میں موجود والدین، اولاد اور دیگر رشتہ داروں کے حقوق و فرائض کی تعلیمات نوجوانوں کو ایک مضبوط اور متوازن شخصیت کے طور پر نشوونما پانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ سیرت النبی ﷺ کی تعلیمات ہمیں ایک ایسے مثالی خاندانی ماحول کی تشکیل میں مدد دیتی ہیں جو معاشرتی امن اور استحکام کا باعث بنتا ہے۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندانی نظام کا مطالعہ نہ صرف ہمیں ایک مثالی زندگی گزارنے کا طریقہ سکھاتا ہے بلکہ پاکستانی معاشرہ کو درپیش مختلف مسائل کے حل کے لیے ایک عملی اور مؤثر فریم ورک بھی فراہم کرتا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر تحقیق اور آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مقالے کا منہج

اس مقالے میں تحقیق کا منہج تحقیقی وتجزیاتی ہو گا۔ اس مقالہ میں مختلف کتب اور ان میں شائع ہونے والے مضامین کو مدنظر رکھا جائے گا۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ مقالہ ہذا دو حصوں پر مشتمل ہے؛ پہلے حصے میں اختصار کے ساتھ سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے خاندان کے کردار کو دیکھا جائے گا۔ بعد ازاں عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خاندان کی ضرورت و اہمیت کا جائزہ لیا گیا ہے۔

موضوع کی وجہ انتخاب

حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور ان کی تعلیمات میں خاندان کی اہمیت کو بہت زیادہ اجاگر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف اپنے گھرانے کی تربیت اور تعلقات میں ایک اعلیٰ معیار قائم کیا، بلکہ آپ کی سیرت میں خاندان کے تعلقات میں محبت، احترام، تعاون اور ذمہ داری کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ موجودہ دور میں خاندان مختلف مسائل کا سامنا کر رہا ہے جیسے کہ اقتصادی دباؤ، سوشل میڈیا کا اثر، والدین کے درمیان تعلقات میں کمی، بچوں کی تربیت میں مشکلات، وغیرہ۔ عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خاندان کی بنیادیں مختلف ثقافتی، معاشی اور سوشل چیلنجز کی وجہ سے متاثر ہوئی ہیں۔ جدید دور میں فردیت، مادیت اور ٹیکنالوجی کے اثرات نے خاندان کے اندر روابط اور تعلقات کو کمزور کر دیا ہے۔ اس کا اطلاقی جائزہ لینے کی ضرورت ہے تاکہ ہم خاندان کی اصل اہمیت کو سمجھ سکیں اور پاکستان میں اس کی مضبوطی کے لیے اقدامات کر سکیں۔ اس موضوع کے ذریعے ان چیلنجز کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیہ کیا جائے گا تاکہ ہم ان مسائل کا حل تلاش کر سکیں۔ اس سے نہ صرف فرد کی تربیت میں بہتری آئے گی، بلکہ معاشرتی اخلاقیات اور روابط میں بھی بہتری ممکن ہو سکے گی۔

سابقہ کام کا جائزہ

سابقہ تحقیقی کاموں کا جائزہ کرتے ہوئے یہ دیکھا گیا ہے کہ مجوزہ موضوع کے مختلف پہلوؤں پر کام کیا گیا ہے مگر ابھی تک اس موضوع پر ایسا کوئی تحقیقی کام محقق کی نظروں سے نہیں گزرا جس میں مقالہ نگار کے مذکورہ سوالات و اہداف کو پیش نظر رکھ کر تحقیقی کام کیا گیا ہو۔

CC BY

1. "Prophet Muhammad's ﷺ Family as a Model for Contemporary Family Structure" (Dr. Ali Reza, 2019)

اس تحقیق میں ڈاکٹر علی رضا نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی اور خاندان کی ساخت کو عصر حاضر میں خاندان کے ادارے کے لیے نمونہ قرار دیا۔ اس میں آپ ﷺ کی زندگی کی مختلف مثالوں سے یہ دکھایا گیا کہ کس طرح آپ نے اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ تعلقات کو ایک مضبوط اور روحانی بنیاد پر استوار کیا۔

2. "Family, Society, and the Prophet's Teachings: A Comparative Study" (Dr. Amina Waris, 2020)

ڈاکٹر آمنہ وارث نے اس مقالے میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو موجودہ دور کے خاندان اور معاشرتی ڈھانچوں سے تقابل کیا۔ اس تحقیق میں سیرت النبی ﷺ کے ذریعے خاندان کے اندر تربیت اور تعلقات کے اصولوں کا موازنہ کیا گیا ہے۔

۳۔ خانگی نظامِ حیات پر کرونا وائرس کے اثرات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ، سید حافظ دانیال احمد اور سجیلا کوثر، پاکستان اسلامکس جنرل، 2023، اس مقالے میں کروناوائرس کی وبا کے دوران خانگی نظامِ حیات پر ہونے والے اثرات کا سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ تحقیق میں وبا کے دوران خاندانوں کے درمیان تعلقات، نفسیاتی اثرات اور سیرت النبی ﷺ سے حاصل ہونے والی رہنمائی پر توجہ دی گئی ہے۔

۴۔"عصر حاضر میں سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں بیوی کے حقوق"، یہ مقالہ ضیاء المصطفی مکی الازہری (سلطان شریف علی اسلامک یونیورسٹی، برونائی دارالسلام) اور عطا المصطفی (نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد) نے تحریر کیا، جو جون 2024 میں شائع ہوا۔ اس میں موجودہ دور میں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں بیوی کے حقوق پر بحث کی گئی ہے۔

اہداف تحقیق

اس مقالے میں تحقیق کا منہج تحقیقی و تجزیاتی ہو گا۔ اس مقالے میں راقم نے مندرجہ ذیل اہداف متعین کئے ہیں:

۱۔ خاندان کا عمومی جائزہ لیا جائے گا۔

۲۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان اور اس کی اہمیت کا مطالعہ کیا جائے گا۔

۳۔ عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خاندان کی ضرورت واہمیت کا اطلاقی جائزہ لیا جائے گا۔

خاندان کا عموی مطالعہ

خاندان، انسانی معاشرت کا پہلا اور بنیادی ادارہ ہے۔ انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے اسی فطری تقاضے اور خارجی ماحول کی ضرورت نے اسے اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا۔ انسانی معاشرے کی ابتدا خاندانی تنظیم سے ہوئی ہے اور خاندان کی ابتدا مرد اور عورت کے باہمی تعلق سے ہوئی ہے[1]۔ ایک مضبوط خاندان ایک مضبوط معاشرہ کے قیام کی مبینہ دلیل ہے۔ معاشرہ نام ہے مختلف افراد کا ہم خیال و ہم ارادہ ہو کر اکٹھے رہنے کا اور ایک دوسرے کی فلاح و بہتری کے لئے کام کر کے ترقی کی منازل طے کرنا۔ دوسرے معنی میں معاشرت باہمی ضروریات کی تکمیل کے لئے افراد خانہ کی مسلسل کوششوں کا نام ہے۔ خاندان اور اُس کے افراد ایک دوسرے کی روح ہوتے ہیں چنانچہ معاشرے کو زندہ اور صحت مند رکھنے کے لئے لازمی ہے کہ ہر شخص اپنے فرائض کی صدق دل سے بجا آوری کرتا رہے اور خلوص نیت کے ساتھ دوسروں کے کام کرتا رہے اور اس کے ساتھ ہی ہر فرد معاشرہ کے لئے اڑ ہیں لازم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرے[2]۔ ایک مستحسن خاندان کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہونی چاہئیں اور ان کا ہونا ضروری ہے۔

۱- خاندان کے سربراہ کا نیک کردار ہونا:

اچھی خاندان کی ایک اہم نشانی یہ ہے کہ اس کا سربراہ مرد ہو اور وہ اچھا اور نیک سیرت کا مالک ہوتا ہے۔ خاندان کا دوسرا اہم جز خاتون خانہ ہوتی ہے اور اسکا نیک سیرت اور وفاشعار ہونا لازمی ہے۔ اس مرد اور عورت کے اتحاد کا مقصدہ یعنی میاں بیوی کے ملاپ کا اعلیٰ مقصد بہترین اولاد پیدا کرنا ہوتا ہے نہ کہ نقشات زندگی کی لذتوں میں غرق رہنے کا نام چنانچہ صرف اولاد پیدا کرتا ہی کوئی کارنامہ نہیں ہے بلکہ اولاد کی بہترین تعلیم وتربیت کرنا بھی ان کا اولین فرض ہے کیونکہ بہترین تعلیم وتربیت وتربیت ہی ایک اعلیٰ ترین معاشرے کی تشکیل کی ضامن بن سکتی ہے۔ اولاد پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی نگہداشت کی طرف عمل توجہ دیے۔ بڑھاپے میں اُن کے آرام و آسائش کے لئے ممکن حد تک اہتمام کریں۔ اُن ذمہ جو کے ذمہ جو معاشرتی فرائض ہوں، ان کو و حتی المقدور اپنی کمال صلاحیتوں سے ادا کریں جس کی بناء پر پیشہ ورانہ کارکردگی میں حوصلہ افزائی حاصل ہو سکتی ہے[3]۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

CC BY

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةًؕ-اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ(21)

"اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم اُن سے سکون حاصل کرو، اور اُس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔"[4]

۲-عزیزوں رشتہ داروں سے ہمدردی:

والدین اور اولاد کے فرائض کے بعد معاشرے کی مضبوطی کا انحصار رشتہ داروں اور عزیزوں میں یگانگت اور اعتماد پیدا کرنا ہے اور یہ اعتماد ایک ہی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو مشکوک نظر سے نہ دیکھے۔ اپنے اندر خلوص کا مادہ رکھے اور اپنے فعل میں صداقت و سچائی رکھے۔ چنانچہ دلوں کو شکوک و شبہات سے دور رکھنے کے لئے خواہ مخواہ ایک دوسرے پر بے جا پابندیاں نہ لگائے۔ ان میں برداشت شفقت، انسانی ہمدردی صلہ رحمی کے عناصر کار فرما ہوں۔ ذاتی افادیت کی خاطر دوسروں کے مفادات تباہ کرنے کی نیت نہ رکھے بلکہ دوسروں کے لئے ایثار و قربانی کے جذبات رکھے۔[5]

۳-خاندان میں تنظیم کا ہونا:

خاندان میں تنظیم کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ بغیر نظم و تنظیم کے فرد گھونسلے سے گرے ہوئے پرندے کی طرح ہے جس کو عقاب کسی بھی وقت اُچک سکتا ہے۔ یہی حال بغیر تنظیم کے خاندان کا ہے البتہ خاندان کی مرکزیت کو مضبوطی ڈسپلن، نظم وضبط اور درجہ بندی کو مد نظر رکھتے ہوئے عورت اور اولاد پر واضح کیا ہے کہ مرد عورت کی نسبت کسی نہ کسی طرح افضل ہے اور مرد عورت سے زیادہ طاقتور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْؕ-فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُؕ-وَ الّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّۚ-فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًاؕ-اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (34)

مرد عورتوں پر نگہبان ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو نیک عورتیں (شوہروں کی) اطاعت کرنے والی (اور) ان کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت و توفیق سے حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور (نہ سمجھنے کی صورت میں) ان سے اپنے بستر الگ کر لو اور (پھر نہ سمجھنے پر) انہیں مارو پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو (اب) ان پر (زیادتی کرنے کا) راستہ تلاش نہ کرو۔ بیشک اللہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔[6]

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں[7]

۴-خاندان کے لئے اچھی بیوی کا ہونا:

ایک کامیاب خاندان کے لئے ایک اچھی وفا شعار بیوی کا ہونا بہت ضروری ہے جس بیوی میں مندرجہ ذیل صفات پائی جاتی ہوں وہ جس گھر میں ہوگی وہ گھر امن و سکون کا گہوارہ اور آئندہ نسل کے لئے بہترین تربیت گاہ اور ایک مضبوط خاندان کی دلیل ہو گا۔

- اطاعت شوہر،
- خاندان سے محبت،
- حسن سلوک،
- شیریں بیانی و حسن کردار
- امن پسند،
- حیاء دار،
- مکمل اعتماد اور رازداری کا شیوا،
- اپنے گھر کی اور اپنے عیوب کی پردہ پوشی

جس خاندان میں عورت کے لئے اُس کی جان مال کے تحفظ کی ضمانت وفاداری عفت و عصمت کا تحفظ رواداری پائی جاتی ہو اور اسی قسم کے معاشرتی حقوق میسر ہوں اُس خاندان کو نہ تو کوئی ختم کر سکتا ہے اور نہ ہی اُس میں کوئی زوال و انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔

CC BY

۵-اچھے خاندان کے لئے اسلامی نظام حیات کا ہونا:

ایک کامیاب خاندان کے لئے اسلامی نظام حیات بھی اللہ کی رحمت وبرکت ہے۔ایک روشن وکامیاب خاندان کے لئے اسلامی نظام حیات نے ایک زبردست منضبط طریقہ کار دیا ہے جس کو اپنانے سے نہ صرف ایک فرد واحد ملکہ !مدملکہ پوراخاندان پورے معاشرے کے لئے باعث استحکام بن اہے چنانچہ اسلامی نظریہ حیات کے تحت والدین اولاد افراد معاشرہ کے علیحدہ علیحدہ نمائے علیحدہ علیحدہ واضح حقوق متعین کر دیئے گئے ہیں ۔اس کے برعکس اگر خاندان اور معاشرہ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے اسلامی حقوق واسلامی قوانین کی خلاف ورزی ہوئی تو رخنہ اندازی استحکام کی شکست وریخت ان کا مقدر بن جائے گی اور خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان

آپ ﷺ نے خاندان کو معاشرت کی بنیادی اکائی قرار دیا اور نبی اکرم ﷺ نے اس کے استحکام پر خصوصی زور دیا۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں خاندان کے بارے میں ایک مکمل اور مضبوط رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک مثالی زندگی گزاری اور اس بات پر زور دیا کہ خاندان کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہو، تاکہ فرد اور معاشرہ دونوں فلاح پا سکیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی سیرت میں خاندان کی اہمیت کو کئی مواقع پر واضح کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ محبت، ادب، احترام اور شراکت داری کا واضح نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں، بچوں، اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ ایک مثالی رویہ اختیار کیا، جس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ خاندان کی بنیاد محبت، احترام اور تعاون پر ہونی چاہیے۔ آپ ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ پیار بھرا تعلق، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ساتھ تعلقات، اور اپنے بچوں کے ساتھ محبت بھرا سلوک اس بات کا غماز ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ خاندان کو اہمیت دی۔ ان تمام پہلوؤں کو سیرت کی روشنی میں مختصر واضع کیا جاتا ہے۔

۱۔والدین کے حقوق

حقوق کے سلسلے میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہے-انسان کو اپنے والدین کے حقوق جو اس کے ذمہ فرض ہیں نہایت دیانتداری اور لگن سے ادا کرنی چاہیے جن میں ان کی عزت خدمت اور اطاعت کا شمار ہے۔والدین کی خدمت اطاعت اور عزت حضرت موسی علیہ السلام، حضرت عیسی علیہ السلام اور خاتم النبیین حضرت محمد کی تعلیمات میں یکساں ضروری اور لازم قرار دی گئی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی والدین کے حقوق ادائیگی اور ان کی عزت واکرام کی بہت تاکید فرمائی[8]۔ ایک بار بارگاہ رسالت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں مالدار اور صاحب اولاد بھی ہوں لیکن میرے والدین بھی میرے مال کے محتاج ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم بھی اپنے باپ کا مال ہو تو اور تمہارا سب اثاثہ بھی"[9]

رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد خدمت والدین کا درجہ قرار دیا۔ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والدین کا اولاد پر کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تیرے لیے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی غرض کی اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں والدین کی عزت واحترام اطاعت اور فرمانبرداری ان کی امداد کو فرض قرار دیا گیا ہے بلکہ یہاں تک تاکید کی گئی ہے کہ ان کے سامنے اف تک بھی مت کرو ان کی دعائیں لو اور ان کی خدمات اور اطاعت کو اپنا مقصد حیات بنالو[10]۔

والدین کی خدمت اور دعا لینے کو جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ بزرگوں اور استادوں کی عزت و توقیر کی تاکید کی۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، بچوں کی پرورش اور رشتہ داروں کے حقوق واضح کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں"[11]۔

والدین کے احترام اور ان کی خدمت کو جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے"[12]۔

۲۔ میاں بیوی کے حقوق

آپ ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان محبت، عزت، اور حقوق کی ادائیگی پر زور دیا۔ میاں بیوی کے درمیان محبت اور احترام کی تعلیم دی۔ دونوں کے حقوق مختصر طور پر الگ الگ واضع کئے جاہے ہیں۔

میاں کے حقوق

دیگر حقوق انسانی کی طرح اسلام میں خاوند کے حقوق بھی مقرر کر رکھے ہیں۔خاوند کی اطاعت کو اسلام نے اس قدر ضروری قرار دیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"اگر غیر اللہ کے اگے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی اپنے خاوند کو سجدہ کرے[13]۔"

CC BY

بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کتنی ضروری اور اہم ہے اس کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ ہوئی حدیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے ایک اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کی نماز ہی قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی اور نیکی اوپر چڑھتی ہے پہلا بگوڑا غلام جب تک وہ واپس اپنے اقا کے پاس نہ اجائے دوسرا وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو تیسرا بے ہوش ادمی جب تک ہوش نہ جائے۔ لہٰذا ہر بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے آرام اور سکون کا خاص طور پر لحاظ رکھے اور اسے اپنی طرف سے کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ آنے دے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو شوہر کے سکون اور آرام کے لئے پیدا فرمایا ہے اور عورت سے سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ شرعی نکاح کے بعد ازدواجی تعلق قائم کرنا ہے، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ اگر کوئی شرعی یا طبعی عذر نہ ہو تو اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع نہ کریں اور شوہروں کو بھی چاہئے کہ اپنی بیویوں کے شرعی یا طبعی عذر کا لحاظ رکھیں ۔ جو عورت کسی عذر کے بغیر اپنے شوہر کو ازدواجی تعلق قائم کرنے سے منع کردیتی ہے اس کے لئے درج ذیل دو اَحادیث میں بڑی عبرت ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

”اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ آئے اور مرد بیوی سے ناراض ہو جائے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں[14]۔

بیوی کے حقوق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا لوگو عورتوں کے حقوق میں میری وصیت کو مانو کہ یہ تمہارے ہاتھوں میں ہیں بے شک تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا حق یہ ہے کہ تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور عورتوں کا تم پر یہ حق ہے کہ ان کے پہنانے اور کھانے میں کمی نہ کرو ۔ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا کھائے ویسا کھلائے جیسا پہنے ویسا پہنچائے نہ منہ پر تھپڑ مارے اور نہ برا بھلا کہے اور نہ بطور سزا گھر سے نکالے[15]۔ بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور مشاورت کی تاکید کی۔ بیوی کے نان و نفقہ کو مرد کی ذمہ داری قرار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سب سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے بہترین ہو"[16]

۳۔ بچوں کے حقوق اور تربیت

اولاد پر جس طرح والدین کے حقوق فرض ہیں بالکل اسی انداز میں اولاد کے بھی کچھ حقوق ماں باپ کے ذمہ بھی ہیں اور یہ ایسے حقوق ہے جن کا ذکر دیگر اسمانی کتابوں میں نہیں ہے صرف قران مقدس ہی ان حقوق کی وضاحت فرماتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں"[17]۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حقوق کسی بھی کے بھی ہوں ان کا ادا کرنا نہایت ضروری ہے ان کی ادائیگی میں مرتبہ رشتہ داری اور بزرگی کا عمل دخل نہیں ۔ بڑوں کا حق ہے کہ چھوٹے ان کا احترام کریں اور چھوٹوں کا حق بھی بڑے ان پر شفقت کریں یعنی چھوٹوں پر بڑوں کا احترام فرض ہے اور بڑوں پر چھوٹوں کا شفقت کرنا[18]۔ اسی طرح والدین پر اولاد کی پرورش اولاد فرض ہے ۔ بچوں کی نشونماء بھی ایک خدمت ہے اور ہر والدین کا فرض ہے ۔ اسلام نے بچوں کی نشوونما اور دودھ پلانے کے حق کو تسلیم کرکے اس بات کا حکم دیا ہے کہ جب تک وہ کھانے پینے کے قابل نہ ہو اس کی خبرگیری اور پوری پوری توجہ دی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، ایک عورت میرے پاس آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں بھی تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس صرف ایک کھجور ہی تھی، میں نے وہی اسے دے دی، اس نے اسے اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا، اور خود نہ کھائی، پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

” جس شخص کی ان بیٹیوں سے کسی طرح آزمائش کی گئی اور اس نے ان سے حسن سلوک کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔[19] “

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی مثال ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے جسے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے روایت کیا ہے:

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَشْبَهَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا. وَفِي رِوَايَةٍ حَدِيثًا وَكَلَامًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مجلسِها۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت، سیرت وصورت، ایک روایت میں ہے: بات چیت میں فاطمہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو مشابہ نہیں پایا، جب وہ آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا استقبال کرتے، آپ ان کا ہاتھ پکڑتے اور ان کا (پیشانی پر) بوسہ لیتے اور انہیں

CC BY

اپنی جگہ پر بٹھاتے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ بھی آپ کا استقبال کرتیں، آپ کا ہاتھ پکڑتیں اور آپ کا بوسہ لیتیں اور آپ کو اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[20]

والدین کو بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سونپی۔ بچوں کو جھوٹ اور دھوکہ دہی سے بچنے کی ترغیب دی۔ بچوں کی صحیح تربیت کو والدین کی ذمہ داری قرار دیا۔ بچوں کے ساتھ شفقت کا حکم دیا، یہاں تک کہ خود بھی بچوں کے ساتھ کھیلتے اور انہیں دعا دیتے۔ حضور نبیّ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دریائے رحمت سے بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں نے بھی بہت فیض لیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم بچوں پر بہت شفقت فرماتے، انہیں اپنے پاس بلاتے، گود میں اٹھاتے، سر پر ہاتھ پھیرتے، دعائیں دیتے، دینی، دنیوی اور اخلاقی تربیت فرماتے، سواری پر ساتھ سوار فرماتے اور والدین کو بھی بچوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے، اچھی تربیت کرنے اور ان کی آخرت سنوارنے کی تعلیمات دیتے۔ بچوں کی حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہ میں کیا حیثیت ہے اس کا اندازہ اس مبارک فرمان سے لگایئے کہ

"مسلمانوں کے بچے جنت کی چڑیاں ہیں۔ [21]"

د) رشتہ داروں کے حقوق (صلہ رحمی)

اسلام نے حقوق العباد میں والدین، میاں، بیوی اور اولاد کی طرح رشتہ داروں کے حقوق کو بھی خاندان کی ساخت میں نہایت اہم قرار دیا ہے۔ رشتہ دار بھی خاندان کا اہم جز ہیں اور انکے ساتھ بھی اچھے تعلقات رکھنے کا حکم دیا۔ قرآن کریم میں ہے:

الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ (20) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (21) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (22) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (23) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ(24)

وہ لوگ جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرتے ہیں، اور معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے، یہ لوگ انہیں جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، اور حساب کے برے انجام سے خوف کھاتے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر صبر سے کام لیا، اور نماز قائم کی، اور ہم نے انہیں جو رزق عطا کیا اس میں سے پوشیدہ اور اعلانیہ خرچ کیا، اور برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں، انہی لوگوں کے لیے انجام کا گھر ہو گا، ہمیشہ رہنے کے باغات، جن میں یہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے آباء، بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی، اور فرشتے ان پر ہر دروازے سے داخل ہوں گے، یہ کہتے ہوئے کہ "سلام ہو تم پر "بسبب تمہارے صبر کرنے کے، سو کیا ہی خوب ہے انجام کا گھر[22]۔

حدیث مبارک میں ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ حَاسَبَهُ اللهُ حِسَابًا يَسِيرًا وَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ، قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: تُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ. قَالَ: فَإِذَا فَعَلْتُ ذَلِكَ، فَمَا لِي يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أَنْ تُحَاسَبَ حِسَابًا يَسِيرًا وَيُدْخِلَكَ اللهُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِهِ"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین صفات ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں بھی ہوں اللہ تعالی اس سے آسان حساب لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کن (صفات والوں) کو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر، جو تُجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر، اور جو تجھ سے (رشتہ داری اور تعلق) توڑے تو اس سے جوڑ۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں یہ کام کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ سے حساب آسان لیا جائے گا اور تجھے اللہ تعالی اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمادے گا[23]۔

اِس کے برخلاف رشتہ ناطہ کو توڑ دینا اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرنا اللہ کے نزدیک حد درجہ مبغوض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

"میدانِ محشر میں رحم (جو رشتہ داری کی بنیاد ہے) عرشِ خداوندی پکڑ کر یہ کہے گا کہ جس نے مجھے (دُنیا میں) جوڑے رکھا آج اللہ تعالی بھی اُسے جوڑے گا (یعنی اُس کے ساتھ انعام و کرم کا معاملہ ہو گا) اور جس نے مجھے (دُنیا میں) کاٹا آج اللہ تعالی بھی اُسے کاٹ کر رکھ دے گا (یعنی اُس کو عذاب ہو گا)"[24]۔

عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خاندان کی ضرورت واہمیت

خاندان کسی بھی معاشرے کی بنیاد ہوتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ، جو اسلامی اقدار اور مشرقی روایات پر قائم ہے، اس میں خاندان کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان نہ صرف فرد کی پہلی درسگاہ ہے بلکہ اس کی شخصیت سازی، کردار سازی اور اخلاقی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ عصر حاضر میں جہاں مادیت،

CC BY

انفرادیت پسندی اور مغربی تہذیب کے اثرات بڑھ رہے ہیں، وہاں خاندان کی اہمیت مزید بڑھ گئی ہے۔ ٹیکنالوجی، سوشل میڈیا اور تیز رفتار زندگی نے انسان کو تنہا کر دیا ہے، ایسے میں خاندان ایک سہارا اور جذباتی سکون کا ذریعہ بنتا ہے۔ خاندان کی بدولت افراد کو محبت، ہمدردی، قربانی، برداشت اور ایثار جیسے اوصاف سیکھنے کو ملتے ہیں۔ بچے بزرگوں سے دینی اور اخلاقی تربیت حاصل کرتے ہیں جبکہ بزرگ افراد کو احترام اور خدمت کا ماحول میسر آتا ہے۔ آج کے دور میں، جب فردیت پر زور دیا جا رہا ہے اور خاندان کے ادارے کی اہمیت کم ہو رہی ہے، ہمیں سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ خاندان کے مضبوط رشتہ فرد کی شخصیت کی نشوونما اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ اس کے بغیر نہ تو فرد خوشحال رہ سکتا ہے اور نہ ہی معاشرہ صحیح طریقے سے ترقی کر سکتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان کی ضرورت و اہمیت مندرجہ ذیل عوامل نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۔ دینی تربیت

خاندان دینِ اسلام کی تعلیمات کے فروغ کا بنیادی ذریعہ ہے۔ خاندان میں دینی تعلیم وتربیت کی ضرورت اس لیے بھی اہم ہے کیونکہ خاندان فرد کی پہلی درسگاہ ہوتا ہے۔ اگر گھر میں دینی تربیت کا ماحول ہو، تو بچوں کی شخصیت، کردار اور اخلاق اسلامی اقدار کے مطابق پروان چڑھتے ہیں۔ خاندان میں دینی تعلیم وتربیت سے بچوں میں سچائی، ایمانداری، حیا، احترام والدین، صبر و شکر اور دوسرے اسلامی اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ یہی اخلاق ایک مثالی معاشرہ تشکیل دیتے ہیں۔ جب بچہ دینی تعلیم حاصل کرتا ہے تو وہ حلال و حرام کی تمیز سیکھتا ہے، اور غلط صحبت، جھوٹ، دھوکہ دہی، فحاشی جیسی برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ بچپن میں اگر نماز، قرآن، دعا اور اذکار کی تربیت ہو، تو وہ فرد زندگی بھر اللہ سے جڑا رہتا ہے۔ دینی تعلیم اسے دین سے محبت اور روحانی سکون عطا کرتی ہے۔ اگر والدین خود دین سیکھیں اور بچوں کو سکھائیں، تو آنے والی نسلیں بھی دین پر قائم رہتی ہیں۔ یوں نیک نسلیں تیار ہوتی ہیں جو معاشرے میں خیر و برکت کا ذریعہ بنتی ہیں۔ دین ہمیں بتاتا ہے کہ دکھ، تکلیف اور آزمائش کے وقت صبر کیسے کیا جائے، دعا کا سہارا کیسے لیا جائے۔ یہ تربیت خاندان سے ہی ملتی ہے۔

۲۔ اخلاقی تربیت

بچے اپنے بڑوں سے ادب، اخلاق، ہمدردی اور ایثار سیکھتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان کی اخلاقی تربیت ایک نہایت اہم اور بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ یہ تربیت انسان کی شخصیت، کردار، اور معاشرتی رویوں کی بنیاد رکھتی ہے، اور ایک صحت مند، پُرامن اور بااخلاق معاشرے کے قیام میں مدد دیتی ہے پاکستانی معاشرہ عمومی طور پر روایتی خاندانی نظام پر قائم ہے، جہاں افراد کئی نسلوں پر مشتمل ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہیں۔ اس نظام میں والدین بچوں کے لیے اولین اساتذہ ہوتے ہیں۔ دادا، دادی، نانا، نانی جیسی بزرگ ہستیاں بچوں کو روایات، تہذیب، اور اقدار سکھاتے ہیں۔ خاندان کی مشترکہ زندگی بچوں کو بردباری، صبر، باہمی احترام، اور قربانی سکھاتی ہے۔ اخلاقی تربیت کے بنیادی عناصر میں سچ بولنے کی عادت خاندان میں ہی ڈالی جاتی ہے۔ اسلامی اور ثقافتی تعلیمات کے تحت والدین کی عزت کو خاص مقام حاصل ہے۔ پاکستانی ثقافت کی ایک نمایاں خوبی ہے، جو گھر سے سکھائی جاتی ہے۔ روزمرہ معاملات میں ایمانداری کا سبق خاندان میں ہی دیا جاتا ہے۔ دوسروں کی مدد اور ہمدردی جیسے جذبات خاندان کی تربیت سے فروغ پاتے ہیں۔

۳۔ سماجی تحفظ

خاندان مالی، جذباتی اور سماجی سہارا فراہم کرتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان کا سماجی تحفظ انتہائی اہم ہے کیونکہ خاندان ہی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے، اور جب یہ اکائی مضبوط، محفوظ اور مستحکم ہوتی ہے تو پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے کیونکہ خاندان ایک قدرتی و سماجی ادارہ ہے جہاں افراد کو جذباتی، اخلاقی اور معاشی سہارا ملتا ہے۔ بچے پروان چڑھتے اور سماجی اقدار سیکھتے ہیں۔ افراد کو شناخت، تحفظ اور عزت ملتی ہے۔ افراد کو زندگی کے خطرات، غربت، بیماری، بے روزگاری یا بڑھاپے جیسے حالات سے بچانے کے لیے سہولیات دینا۔ خاندان کو ایسے نظام یا ڈھانچے دینا جو اسے بحرانوں سے نکال سکیں۔ خاندان کا کردار سماجی تحفظ میں یہ ہے کہ خاندان بے روزگار افراد یا بیمار رکن کی مالی مدد کرتا ہے۔ خواتین اور بچوں کو معاشی سہارا بھی زیادہ تر خاندان سے ملتا ہے۔ افراد کو محبت، پیار اور اعتماد کا ماحول ملتا ہے۔ ذہنی دباؤ یا مسائل میں خاندان پناہ گاہ کا کام دیتا ہے۔ بزرگوں کی خدمت اور بچوں کی پرورش خاندانی دائرے میں ہوتی ہے۔ خاندان پاکستانی معاشرے میں سماجی تحفظ کی پہلی اور سب سے مضبوط دیوار ہے۔ اس نظام کو برقرار رکھنا اور بہتر بنانا نہ صرف فرد بلکہ پوری قوم کی فلاح کے لیے ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم خاندانی رشتوں کو مضبوط کریں، احترام، ہمدردی اور صبر کو فروغ دیں، اور جدید چیلنجز کے باوجود اپنی تہذیبی بنیادوں کو نہ چھوڑیں۔

۴۔ ثقافتی تسلسل

روایات، تہوار اور رسم ورواج، خاندان کے ذریعے نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں جیسا کہ اقدار، روایات، زبان، فنون، اخلاقیات اور طرزِ زندگی کا منتقل ہونا۔ اس میں وہ سب شامل ہوتا ہے جو ایک قوم یا معاشرے کو پہچان دیتا ہے۔ خاندان ایک ایسا پل ہے جو ماضی کو حال سے اور حال کو مستقبل سے جوڑتا ہے۔ اگر خاندان اپنا ثقافتی کردار نہ نبھائے تو نسلوں کے درمیان خلا پیدا ہو جاتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان ہی وہ ادارہ ہے جو ثقافتی ورثے کو زندہ رکھنے والا سب سے مضبوط ستون ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان ثقافت کا پہلا مدرسہ ہے جہاں سے بچہ زبان سیکھتا ہے مثلاً (اردو، پنجابی، سندھی، پشتو، وغیرہ)، رسوم ورواج کو جانتا ہے (شادی، عید، محرم، عقیقہ، میلاد)، لباس وخوراک سے مانوس ہوتا ہے (شلوار قمیض، حلیم، بریانی، وغیرہ) اور تہذیب واخلاق اور آدابِ

OPEN ACCESS

گفتگو سیکھتا ہے۔ خاندان ثقافت کو زندہ رکھنے والے تہواروں اور روایات کا مرکز ہوتا ہے جیسے عیدین پر اجتماعی نماز، روایتی کھانے، نئے کپڑے، شادی بیاہ میں رسمیں جیسے مہندی، مایوں، دُلہن کی رخصتی، بزرگوں کے احترام اور مشترکہ خاندانی نظام کی پاسداری۔

۵۔ سماجی نظم وضبط

خاندان فرد کو معاشرتی قوانین، ذمہ داریوں اور حقوق کا شعور دیتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خاندان کا سماجی نظم وضبط ایک ایسا پہلو ہے جو معاشرے کے استحکام، امن، اور ترقی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ خاندان نہ صرف بچوں کی پرورش کا ذریعہ ہے، بلکہ وہ افراد میں نظم وضبط، ذمہ داری، اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اگر خاندان کے اندر نظم وضبط ہوگا تو فرد منظم، ذمہ دار اور بااخلاق بنے گا، اور ایسا فرد ہی ایک پُرامن اور ترقی یافتہ معاشرہ تشکیل دے گا۔ خاندان میں نظم وضبط کا مطلب ہے کہ وقت کی پابندی، بڑوں کا احترام، اصولوں کی پیروی اور باہمی تعاون کو فروغ دیا جائے۔ بچے سب سے پہلے خاندان میں سیکھتے ہیں کہ کب اٹھنا ہے، کب سونا ہے، کھانے کے آداب کیا ہیں، بڑوں سے کیسے بات کرنی ہے، سچ بولنا، جھوٹ سے بچنا، اپنے کام خود کرنا یہ سب باتیں فرد کے اندر نظم وضبط پیدا کرتی ہیں جو آگے چل کر معاشرے میں بھی نظر آتا ہے۔

پاکستانی معاشرے میں خاندانی نظم وضبط میں اہم اخلاقی نظم وضبط ہے جس میں بچوں کو سچائی، دیانتداری، عدل وانصاف سکھایا جاتا ہے۔ معاشرتی نظم وضبط میں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا، برادری میں حسنِ سلوک رکھنا۔ جذباتی نظم وضبط میں غصے، حسد، یا خود غرضی جیسے منفی جذبات پر قابو پانا۔ دینی نظم وضبط میں نماز کی پابندی، روزے، دینی احکام پر عمل کرنا شامل ہے۔ والدین بچوں کے لیے عملی مثال ہوتے ہیں۔ بزرگ گھر میں روایتی اصولوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ ان کی موجودگی سے گھر کا ماحول باقاعدہ اور باادب رہتا ہے جس کے نتیجے میں گھر میں سکون، ہم آہنگی اور تعاون بڑھتا ہے، بچے ایک منظم شخصیت کے مالک بنتے ہیں، معاشرے میں قانون کی پاسداری کرنے والے شہری بنتے ہیں، بے راہ روی، جھگڑے اور بدامنی سے بچاؤ ممکن ہوتا ہے۔

اس کا اگر منفی پہلو دیکھا جائے تو اس میں دور حاضر میں موبائل فون اور سوشل میڈیا کا بے جا استعمال، والدین کا مصروف طرزِ زندگی (کم وقت دینا)، مغربی ثقافت کا اثر اور حدود سے تجاوز، بچوں میں آزادی کا غلط مفہوم نے سماجی نظم وضبط کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے بہتری صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب خاندان میں واضح اصول و قواعد بنائے جائیں، بچوں کی بات سنی جائے مگر حد کے اندر، مذہبی واخلاقی تربیت کا نظام قائم رکھا جائے، بزرگوں کو فعال کردار دیا جائے، ٹیکنالوجی کا متوازن استعمال سکھایا جائے۔

عصر حاضر میں پاکستانی معاشرہ میں خاندان میں انتشار کی وجوہات

دنیا کا سب سے قدیم اور فرد کی زندگی میں اہم ترین ادارہ خاندان ہے جس کا وجود ہر دور اور ہر معاشرے میں رہا ہے۔ خاندان کو بین الاقوامی ادارہ بھی کہا جاتا ہے۔ دنیا کے تقریبا ہر مذہب و غیر مذہب ترقی یافتہ یا غیر ترقی یافتہ معاشرے میں خاندان کی اہمیت مسلم ہے۔ دیگر اداروں کے مقابلے میں خاندان کی ایک فرد کی زندگی میں زیادہ اہمیت ہے اس لئے کہ فرد خاندان میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس میں سے بنیادی ضروریات کی تسکین حاصل کرتا ہے اور معاشرتی زندگی کے طور طریقوں اور ثقافتی نمونوں سے آشنا ہوتا ہے جو اس کی سماجی تربیت کا اہم حصہ ہیں۔ نیز خاندان ہی سے وابستہ رہ کر ایک فرد اپنے جذبات اور نفسیاتی کیفیت کی تسکین بھی حاصل کرتا ہے۔ خاندان معاشرے کی اکائی ہے۔ ہوتا ہے اور پورے معاشرے کی نمائندگی کرتا ہے۔ قدیم زمانے سے آج تک خاندان معاشرتی زندگی کے انتہائی اہم وظائف انجام دیتا آ رہا ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ خاندان کی ساخت اور فرائض میں تبدیلیاں بھی آ رہی ہیں جن میں بعض اہم فرائض بجائے خاندان کے دیگر سماجی اداروں کے سپرد ہو گئے ہیں جبکہ چند نئی ذمہ داریاں آج کے خاندان کے سرانجام دینی پڑ رہی ہیں۔ خاندان کی ساخت اور ڈھانچے میں نمایاں تبدیلیوں کی وجہ سے آج کے خاندان میں ٹوٹ پھوٹ و انتشار پیدا ہو گیا ہے۔ خاندان کا سائز بھی تم ہوتا جا رہا ہے۔ خود غرضی، نفسانفسی، دولت کی انفرادی حرص ہر فرد کا اپنے آپ کو خود کفیل خیال کرنا خاندان کی اقدار سے آزادی، بزرگوں کی کفالت سے آزادی آپس کے پیار محبت میں کمی وغیرہ کے مسائل پیدا ہو گئے ہیں۔ آخر اس انتشار کی کیا وجوہات ہیں، آیئے ذیل میں جائزہ لیتے ہیں۔

ا۔ مغربی ثقافت کا اثر

یہ حقیقت ہے کہ آج کل مغربی معاشروں میں خاندان کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ایک فرد کی زندگی میں خاندان کے مقابلے میں دیگر اداروں کا زیادہ دخل ہے۔ مغربی ماہرین عمرانیات کا خیال ہے کہ مستقبل میں رفتہ رفتہ شادی اور خاندان جیسے ادارے بالکل ناپید ہو جائیں گے۔ مغربی معاشرے میں ہر فرد خود کفیل ہے اور افراد اپنے آپ کو اس قسم کے حالات سے پوری طرح ہم آہنگ کر چکے ہیں۔ ان کے ہاں نرسریاں قائم ہیں جہاں بچوں کی اطمینان بخش نگہداشت ہوتی ہے اور بوڑھوں کے لئے اولڈ ہاؤس قائم ہیں جہاں اُن کی کفالت اور تیمارداری کا اہتمام کیا گیا ہے۔ شریک حیات کے انتخاب میں فرد پر کوئی پابندی نہیں یہ معاملہ عین فرد کی منشاء سے طے ہوتا ہے۔ یہ کہ فرد کے لئے شادی کے بعد ازدواجی رشتے مضبوط رکھنا بھی ضروری نہیں ۔ اس ضمن میں بھی خاندان سے کوئی پابندی شوہر اور بیوی پر عائد نہیں ہوتی ۔ وہ اپنی سہولت اور خواہش سے یہ رشتہ منقطع کر لیتے ہیں بلکہ یہ بات ان کے ہاں اس قدر عام ہے کہ ہر عورت اور مرد بآسانی اپنی زندگی میں طلاق کے بعد چار پانچ شادیاں رچا سکتا ہے۔

CC BY

مذہبی اداروں لوگ ریت اور رسوم و رواج جیسے سماجی اداروں کی گرفت کمزور پڑ گئی ہے جس کے نتیجے میں آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو بوڑھوں اور نو جوانوں کے درمیان تنازعہ بڑھ گیا ہے اور نوجوان (اولاد) اپنے بوڑھے والدین کو اپنے ساتھ رکھنا پسند نہیں کرتی ۔ دوسری طرف خواتین کی آزادی اور مصروفیات نے بچوں کی پرورش اور تربیت پر منفی اثر ڈالا ہے۔ محبت کی شادیوں کا رواج بڑھ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی طلاق کی شرح بھی بلند ہو رہی ہے۔ نو جوانوں میں لا پرواہی اور لا ابالی پن بڑھ گیاہ ہے جس سے ان کی خاندان اور اس کی ذمہ داریوں سے چشم پوشی بڑھتی جارہی ہے۔ لیڈی ازم فسٹ لیڈی ازم جیسے نفسیاتی امراض بھی بڑھ رہے ہیں جن کا خاندان پر بہت برا اثر پڑ رہا ہے جہاں تک اقدار و روایات اور رسوم و رواج کا تعلق ہے جن کی پابندی خاندان کی طرف سے عائد ہوتی ہے وہ بھی ختم ہوتی جارہی ہیں۔ نوجوان پرانی اقدار کوئی اقدار سے بدلنا چاہتا ہے۔ مجموعی طور پر ہم خاندان کا جائزہ لیں تو آج کا خاندان مغربی ثقافت کے زیر اثر آ کر کافی حد تک متاثر نظر آتا ہے۔ اس متاثر ہونے کو بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ خاندان ٹوٹ پھوٹ اور انتشار کا شکار ہے۔ یہ تبدیلیاں ہمارے معاشرے میں مسائل پیدا کر کے ہر کسی کو پریشان کر رہی ہیں۔

۲۔ ٹیکنالوجی کا غلط استعمال

آج کل ہم اپنے شہری معاشروں میں جہاں بیشتر شعبہ جات زندگی میں تبدیلیاں محسوس کرتے ہیں وہاں پر معاملات میں بھی تیزی سے تبدیلی نظر آتی ہے۔ ذرائع آمد ورفت میں اضافہ اور مواصلاتی نظام میں ترقی نے ایک طرف ہمارے معاشرے کو مغربی دنیا سے قریب تر کر دیا ہے جس کے سبب ثقافتی تنزلی کا عمل بھی تیز ہو گیا ہے۔ اس طرح صنعتی ترقی کے خاندان پر بہت برے اثرات رونما ہوئے ہیں۔ سوشل میڈیا کے غلط استعمال نے نوجوان نسل کو بہت نقصان پہنچایا۔ لڑکے لڑکیاں روشن خیالی کے نام پر اسلامی اقدار کو پامال کر رہے ہیں۔ جنسی بے راہ روی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ بچوں کی ولدیت مشکوک ہو گئی ہے۔ خاندانی عزت و وقار ختم ہو گیا ہے۔ انسانیت کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ پاکستان بھی اس کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے اور اس کے معاشرے کا نوجوان اسلام کے نزدیک بھی نہیں آرہا۔

۳۔ خاندانی جھگڑے اور طلاق کی شرح میں اضافہ

ہمارا معاشرہ اسلامی اقدار پر قائم ہے جو مغربی معاشروں سے بے حد مختلف ہے۔ ہماری روایات و اقدار مذہبی اصولوں پر قائم ہیں جن کی وجہ سے ہر فرد پر خاندان سے متعلقہ چند ذمہ داریاں عائد ہیں۔ ہماری اقدار خواتین کی آزادی اور شادی سے پہلے میل جول کو بُرا خیال کرتی ہے اور اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتی کہ لڑکا لڑکی محض تفریح کی خاطر شادیاں رچائیں اور چند دنوں بعد طلاق دے کر آزاد ہو جائیں۔ شادی تو عمر بھر کا ساتھ ہوتی ہے۔ عمر بھر اس کو نبھانا ہوتا ہے۔ اور بزرگوں کا احترام اور خدمت ہمارا روایتی کردار رہا ہے۔ جہاں تک شریک حیات کے انتخاب کا تعلق ہے اس کا گہرا تعلق بہ نسبت لڑکے یا لڑکی کے خاندان سے ہوتا ہے۔ والدین اور بزرگ ہی رشتے ناطے طے کرتے ہیں۔

۴۔ بزرگوں کی تنہائی

پاکستان میں بھی اکائی نظام خاندان کا رجحان صرف شہری علاقوں میں بڑھتا جارہا ہے۔ اکائی نظام خاندان کے فروغ ہے بوڑھوں اور بچوں کی دیکھ بھال اور خدمت کا مسئلہ بن گیا ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مغربی معاشروں میں حکومت کیطرف سے اور این جی اوز (NGOs) کے تعاون سے بوڑھوں کی کفالت کا معقول انتظام کیا ہے مثلا " اولڈ ہاؤس تعمیر کر دیے ہیں جس کے تحت ان کی تمام ضروریات کی تکمیل حکومت کے ذمہ ہے۔ بوڑھوں کی رہائش تیمارداری علاج معالجہ ان کی تفریح اور اخبارات و رسائل کا مطالعہ کے لئے لائبریری وغیرہ کا معقول بندوبست کر دیا گیا ہے جبکہ اب تک ہمارے معاشرے میں ایسا کوئی انتظام نہیں ہے جس کا سبب ایک تو ہمارا روایتی کردار ہے جس کے تحت ہم پر بوڑھے والدین یا حق رشتہ داروں کی کفالت کی ذمہ داری عائد ہے۔ یہی روایت اسلام سکھاتا ہے۔ دوسرے ہمارا ملک معاشی لحاظ سے غریب ملک ہے لیکن آبادی بڑھانے میں امیر ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی وسائل کی راہ میں حائل ہے اور حکومت بوڑھے افراد معاشرے کے دیگر ضعیف لوگوں کو وہ سہولتیں دینے سے قاصر ہے جو مغربی ممالک اپنے بوڑھے لوگوں کو فراہم کر رہے ہیں۔ مغربی معاشرہ تو بوڑھوں کو بے روزگاری الاؤنس وبڑھاپا الاؤنس بھی ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکائی نظام خاندان میں ہمارے پاکستانی عوام کے لئے کشش ہے جس نے رائج الوقت پاکستانی معاشرہ میں کئی مسائل پیدا کر دیتے ہیں اور موجودہ خاندان کا نظام انتشار کا شکار ہے۔

۵۔ بچوں کی تربیت میں خلاء

خاندان کا ایک اہم فرض بچوں کو تعلیم و تربیت دینا رہا ہے۔ باپ اپنے بچوں کو اپنے پیشے کا وترفن سیکھاتا تھا۔ یہی اُس کی معلومات کا ذریعہ تھیں اس کے علاوہ مذہبی تعلیم کی فراہمی بھی اس کا فرض تھا۔ مذہبی رسوم اور روایات کی تعلیم مذہبی معلومات کی تعلیم کی فراہمی بھی خاندان ہی پر عائد تھی۔ آج کل تعلیم و تربیت تعلیمی

CC BY

اداروں کی معرفت منظم طور پر بہم پہنچائی جاتی ہے۔ جگہ جگہ سکول، کالج اکیڈیمیاں تعلیم کے زیور سے معاشرہ کو روشن کر رہی ہیں۔ خاندان کی انفرادی ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔ جہاں تک مذہبی تعلیم کی فراہمی کا تعلق ہے وہ دینی درسگاہوں، عربی مدارس اور مذہبی اداروں کی معرفت دی جارہی ہیں۔ جو ایک رسم کے طور پر دی جارہی ہے اس میں خاندان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ خاندان کے افراد تو بس اپنی روزی کمانے کی فکر میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔

۶- خاندان کی ساخت میں تبدیلی کا رونما ہونا:

آج کا خاندان ساخت کے اعتبار سے قدیم خاندان سے کافی چھوٹا اور کافی حد تک مختلف ہوگیا ہے۔ قدیم خاندان بڑے ہوتے تھے جن میں شوہر بیوی اور بچوں کے علاوہ بہت سے خونی رشتے بھی شامل ہوتے تھے۔ اس قسم کے خاندان کو مشترکہ خاندانی نظام (Joint Family System) کہلایا جاتا تھا۔ اسی خاندان میں ایک فرد کو جو عموماً باپ ہوتا تھا (بعض دفعہ ماں بھی ہوتی تھی) تمام اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ تمام افراد خانہ اُس کے فرمانبردار ہوتے تھے۔ مشترکہ معیشت ہوتی تھی اور سب مل جل کر کام کرتے تھے۔ ایک دوسرے کے رنج و غم خوشی مسرت میں شریک ہوتے تھے۔ اس قسم کے خاندان میں پیار محبت، خلوص، ایثار و یگانگت کے جذبات موجزن ہوتے تھے جس کے سبب خاندان میں مضبوطی و استحکام زیادہ تھا۔: ہ تھا۔ جب بھی خاندان پر کوئی آفت و مصیبت آتی تو باہی مشورہ سے نجات حاصل کرنے کی کوششیں کرتے تھے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہی مشترکہ خاندانی نظام کا رجحان اُس کی چند کوتاہیوں رنجشوں کی بناء پر ختم ہوگیا اور اس کی جگہ شوہر بیوی اور چند ماتحت بچوں پر مشتمل خاندان کو فروغ حاصل ہوا۔ اس قسم کے مختصر خاندان کو اکاہی خاندان یا Nucleus Family System کہتے ہیں۔ یہ نظام خاندان مشترکہ نظام خاندان کے مقابلے میں غیر مستحکم ہے۔ اس میں خلوص، پیار و محبت کے جذبات کم پائے جاتے ہیں۔ یگانگت کا تو تصور ہی نہیں ہے۔ اس خاندان میں عموماً ہر فرد کی مصروفیات زیادہ ہوتی ہیں۔ ہر کام اکیلے کو ہی کرنا پڑتا ہے۔ اس وجہ سے خاندان کے افراد کے درمیان رابطہ نہیں رہتا۔ آپس میں رابطے کا فقدان ہوتا ہے۔ انکا پر سب گلہ شکوہ کرتے رہتے ہیں۔ معاشی اعتبار سے بھی یہ خاندان کمزور ہوتا ہے۔ اس خاندان میں شخصی آزادی پر زور دیا جاتا ہے اور کسی ایک کے اختیارات تسلیم نہیں کئے جاتے۔ ہر ایک خود کفیل و خود سر ہوتا ہے۔ نفسا نفسی خود غرضی ان کے سنہرے اصول ہوتے ہیں۔ یہ خاندان صنعتی ترقی اور شہروں کے فروغ سے اُبھرے ہیں جس کا اس خاندان کی مصروفیات پر نمایاں اثر پڑا ہے۔

۷- خاندان کے فرائض میں تبدیلی کا ہونا:

خاندان کی ساخت میں تبدیلی کے ساتھ ہی ساتھ خاندان کے اہم فرائض میں بھی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ اب بہت سے ایسے فرائض (وظیفے) جو خاندان سرانجام دیتا تھا وہ یا تو اب دوسرے اداروں کے سپرد ہیں یا پھر خاندان کے ذریعے ان کی ادائیگی میں کوتاہیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ یہ تبدیلیاں ہم اپنے خاندان میں بھی محسوس کر رہے ہیں۔ خاندان کا سب سے اہم فرض فرد کی بنیادی ضروریات پوری کرنا اُن کی تسکین کرنا تھا جس میں غذا کی فراہمی، مکان یا ٹھکانے کی تعمیر لباس اور علاج معالجہ شامل ہیں ۔ آج کا خاندان اپنی اس ذمہ داری کو براہ راست پورا نہیں کرتا مثلاً غذا کے لئے آج کے خاندان کو براہ ت اناج اگانا نہیں پڑتا۔ نہ جانوروں کا شکار کرنا پڑتا ہے بلکہ منڈیوں مارکیٹوں اور دیگر معاشی اداروں کے تعاون سے حصول غذا کا فرض ادا کیا جاتا ہے۔

قدیم خاندان اپنے افراد کے لئے تفریح کا باعث بھی ہوا کرتا تھا۔ اجتماعی طور پر کباڈی پہلوانی گھڑ سواری کے مقابلے منعقد کئے جاتے تھے۔ خاندان کی تفریح کو خاندان کی تفریح کو پورا کرنے کے لئے پکی کے تماشے کھٹک ڈانس اور لڈی ڈالی جاتی تھی مگر آج خاندان کے اس وظیفہ میں تبدیلی آگئی ہے۔ تفریح کا فرض تفریحی اداروں کے سپرد ہے۔ ریڈیو ٹی وی' گانے ڈرامے کھیل، صنعتی نمائشیں، مینا بازار وغیرہ تعلیمی ادارے اور این۔ جی۔ اور منعقد کر رہے ہیں۔ یہ خاندانی روایات میں بڑی تبدیلی کا آغاز ہے مگر آج کل خاندان کا یہ اہم فریضہ تفریح اداروں کے سپرد ہے جس کی بڑی وجہ افراد خاندان کی مصروفیات ہیں۔ ان کی دن رات کی مصروفیات سے انہیں مل بیٹھنے اور ایک دوسرے کے ساتھ تفریح میں حصہ لینے کا وقت نہیں ملتا۔ آج کل فرد کی بجائے خاندان کے کلب سینما ہال تھیر، کھیل کے سٹیڈیم ریس کورس کے میدان اور دیگر تفریح گاہیں تفریح کا ذریعہ بن کر رونق لگا رہی ہیں ۔ یہ سب کچھ خاندان کے فرائض میں تبدیلی کا ثمر ہے۔

۸-بوڑھوں،بچوں کی خدمت میں تبدیلی کارجحان:

خاندانی نظام میں انتشار کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بوڑھوں، بچوں کی خدمت سے غفلت و کوتاہی کا رجحان بڑھتا جارہا ہے حالانکہ قدیم خاندانی نظام میں بوڑھوں بچوں کی خدمت و دیکھ بھال و نگہداشت خاندان کے ہر فرد کا مذہبی فریضہ تھا۔ اکائی خاندان کے فروغ نے خاندان سے متعلقہ ذمہ داریوں کو ختم کر دیا ہے۔ عموماً بچوں کو ڈے کیئر (Day Care) سینٹروں یا نرسری سکولوں کے ذریعے پروان چڑھایا جاتا ہے جبکہ بوڑھے لوگ اپنی زندگی کے آخری ایام مایوسی نا امیدی، شرمندگی کے احساس سے پورے کرتے ہیں ۔ اس ضمن میں خواتین کی ملازمت اور اضافی مصروفیات کا بڑا عمل دخل ہے۔

خاندان سے متعلق ان ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ دفتری مصروفیات کے سبب نہ اپنے بزرگوں رشتہ داروں کی اس طرح خدمت کر سکتی ہیں جیسا کہ پہلی خواتین کرتی تھیں اور نہ وہ اپنے بچوں کو پیار و شفقت دے سکتی ہیں جو دینے کا حق ہے۔ اس طرح وہ اپنے بچوں کی تعلیم و پرورش کا حق ادا کرنے

CC BY

سے قاصر ہوتی ہیں۔ عورتوں کی گوناگوں بیرونی مصروفیات نے خاندان میں پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ افراد کی مصروفیات میں اضافے سے ان کے خاندان سے متعلقہ فرائض کی انجام دہی میں کوتاہیاں ہو رہی ہیں مثلاً بچوں کی تعلیم و تربیت اور پرورش میں خواتین پورا حصہ نہیں لیتیں اور سرپرست خاندان جو عموماً باپ ہوتا ہے کی توجہ بھی خاندان پر کم ہی رہتی ہے۔ بچوں کی تربیت میں پہلے خاندان جس قدر حصہ لیتا ہے اب نہیں لیتا۔ اب یہ تربیت دیگر تعلیمی ادارے تفریحی اور مذہبی اداروں سے حاصل کی جارہی ہے۔

۹۔ ثقافتی ورثہ کا عدم تحفظ:

خاندانی نظام میں انتشار کی یہ بھی وجہ ہے کہ ثقافتی ورثہ عدم تحفظ کا شکار ہے۔ ثقافتی ورثہ خاندان کی تاریخ ہوتا ہے۔ شناخت کا سبب ہوتا ہے۔ اس کی آنے والی نسلوں میں منتقلی میں خاندان اہم کردار ادا کرتا ہے۔ وقت کے ساتھ خاندان میں تبدیلی نے خاندانی ورثہ کو بھی تباہ و برباد کر دیا ہے جس نے انتشار کی حالت پیدا کر دی ہے۔ ثقافتی ورثہ اب کمزور پڑ گیا ہے۔ پرانے رسم و رواج ختم ہونے کی وجہ سے ثقافتی ورثہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے۔ ذرائع آمد و رفت میں سہولت اور ذرائع مواصلات میں ترقی کے سبب دنیا کے تمام معاشرے میں ثقافتی ارتباط کا عمل بڑھ گیا ہے لہذا کسی بھی ثقافت سے متعلق خاندان کو ثقافتی ورثہ منتقل کرنا دشوار ہو گیا ہے اور ایک معاشرے کی ثقافت دوسرے معاشروں کی ثقافت میں شامل ہو رہی ہے۔ خاندانی ورثہ کی لاثانی اور مخصوص شان جو ایک خاندان کا نشان ہوتی تھی اب ختم ہوتی جارہی ہے لہذا آنے والی نسلوں کو ورثہ میں کیا منتقل کیا جائے۔ گا؟ یہ سوال غور طلب ہے۔

۱۰۔ صنعتی ترقی اور خاندان پر اثرات:

صنعتی ترقی ہر ملک اور معاشرے کی خوشحالی کی ضامن ہوتی ہے۔ معاشی حالات پر صنعتی ترقی کا بہتر اثر ہوتا ہے جس سے بیشتر مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ صنعتی ترقی سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی مرہون منت رہی ہے جو ہر دور میں زندگی کے مختلف شعبوں میں نہ صرف بہتری اور ترقی کی ذمہ دار رہی ہے بلکہ ان شعبوں میں تغیر لانے کا بھی بہت بڑا ذریعہ بنی رہی ہے۔ لہذا وہ معاشرے جہاں پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے صنعتوں کو ترقی دی جاتی ہے نہ صرف معیشت کے اعتبار سے ایک نئے دور میں داخل ہوتے ہیں بلکہ معاشرتی زندگی میں بھی تبدیلیوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ صنعتی ترقی کا دیگر اداروں کی نسبت خاندان پر نمایاں اثر مرتب ہوا ہے۔ یورپ میں ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتی انقلاب کے ساتھ جہاں زندگی کے بیشتر شعبے تبدیل ہوئے وہاں نظام زندگی بھی بدلا۔ روس، جرمنی اور امریکہ جیسے صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ معاشروں میں خاندان کی ساخت، فرائض اور اہمیت بدل گئی ہے۔ پاکستان ایک ایسا ملک ہے جو صنعتی ترقی کے دور میں داخل ہو رہا ہے جس کے سبب نہ صرف معیشت میں بلکہ روز مرہ زندگی اور مصروفیات میں نمایاں تبدیلی آرہی ہے۔ ہمارا ملک اب تک زرعی معیشت رکھنے والے ممالک میں شامل ہے مگر آج کل یہ کوششیں کی جارہی ہیں کہ زرعی معیشت کو صنعتی معیشت میں بدل دیں اور اس کوشش کے نتیجے میں ایک طرف ملیں، کارخانے فیکٹریاں قائم ہو رہی ہیں تو دوسری طرف آبادی دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت کر کے آرہی اسے ہے۔ یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے۔ شہر وسیع تر ہوتے جا رہے ہیں جبکہ دیہاتوں کو سڑکوں اور ناہی جا وسیع تر جائے ریلوے لائن سے ملایا جارہا ہے۔ صنعتی ترقی سے تجارت میں فروغ ہوا ہے جس سے غیر ملکی تجاروں کی آمدورفت بھی بڑھ گئی ہے۔ ان حالات کا خاندان پر جو نمایاں اثر مرتب ہوا ہے ان میں خاندان کا چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اہم فرائض وظائف میں تبدیلی قابل ذکر ہے جس سے افراد کی مصروفیات میں اضافہ ہو گیا ہے اور افراد خاندان میں طبعی روابط اور ذہنی ہم آہنگی کی کمی بڑھ رہی ہے۔ خاندانی نظام میں کمی آتی جارہی ہے جو خاندانی انتشار کا بڑا موجب ہے۔

۱۱۔ خاندانی بحران یا انتشار

بحران ایسا حادثہ ہے جو خاندانی ذرائع پر بہت دباؤ ڈالتا ہے جس کا حل روایات رسومات یا خاندان کی پریشانیوں کے گزشتہ تجربوں سے نہیں ملتا اور جس کے لئے خاندان کو نئے اور بالعموم قرین مصلحت و زود اثر طریقے اپنانے پڑتے ہیں تاکہ خاندان کی گاڑی چلتی رہے۔ بحران کے ذرائع مختلف ہیں، کسی کی ابتداء خاندان کے اندر ہی ہوتی ہے۔ کسی پر بیرونی حالات اثر کرتے ہیں۔ جو بحران معاشی سرد بازاری یا جنگ کا نتیجہ ہوں جو کہ خاندان کے اختیار سے باہر ہوں ان کے مسائل اُس بحران سے مختلف ہوتے ہیں جس کے مسئلے خاندان میں بین شخصی تعلقات پر مبنی ہوں۔ بحران کی دوسری تقسیم میں خاندان کے افراد کھو دینا یا ایسے فرد کی شمولیت جس کے لئے آمادہ نہ ہوں اور اخلاقی و خاندانی وحدت کھو دینا یا ان تینوں کا امتزاج شامل ہے۔ چاہے کوئی بھی صورت ہو جلد یا بدیر بحران میں پست حوصلگی شامل ہے کیونکہ خاندانی نظام کردار پر ہمیشہ شدید اثر پڑتا ہے۔ جیسے معاشی بحران یا معاشرتی ذلت بحران کا باعث ہیں اسی طرح غربت سے ایک دم امیر ہو جانا اور گمنامی سے ایک دم شہرت پانا بھی بحران کا سبب ہے۔ اس کے علاوہ اپنے کرداروں سے متعلق تصورات بھی اکثر بحران کا سبب بن جاتے ہیں مثلاً والدین اور بچوں کے کردار میاں اور بیوی کے کردار ۔ اگر خاندان کے ذرائع ناکافی ہوں اور مشکلات کو باعث بحران سمجھا جائے تو اس خاندانی شکست و ریخت کے عوامل متضاد ہوں گے مثلاً بین شخصی تعلقات متضاد خاندانی کردار شوہر اور بیوی کے درمیان تہذیبی اختلافات آرزوؤں میں تضاد معاشی دباؤ اور طبقاتی دباؤ ہیں جو بحران کا سبب بنتے ہیں۔

CC BY

بحران کی قسمیں

ا۔بے روزگاری کا بحران:

بے روزگاری کی بے شمار صورتیں ہیں اور انتہائے وقت کے لحاظ سے یہ کیفیت بدلتی رہتی ہے ثانی پاکستان میں بے روزگاری عام ہے۔ نیز ہمارے کسان صرف فصلوں کے زمانے میں برسر روزگار ہوتے ہیں اور باقی تمام سال بے کار ہی رہتے ہیں۔ ہڑتالیں، صنعتی بے چینی، صنعتی تبدیلیاں تجارت میں نقصان اور خرید و فروخت کے مسائل کی وجہ سے ملازم بے روزگار ہو جاتے ہیں۔ بے شمار خاندان روزگار کی صورت حال میں زبردست تبدیلیوں کی وجہ سے شدید غربت کے خاندانی بحران کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ مشینری اور کارخانے بے روزگاری کے مسئلے کو پورے طور پر حل کر سکتے ہیں، بڑا ور جائی نظریہ ہے۔ کام پیشہ مرد اور عورتیں مشین کا ایک حصہ نہیں ہیں بلکہ کام اور زندگی کی طرف ان کے خاص رویئے اور عادلی مہارتیں ہیں۔ ان کے واصلات و وابستگیاں گھر سے ہی وابستہ ہوتی ہیں اور اگر ان کا روزگار چھوٹ جائے تو یہ وابستگی بے معنی ہو جاتی ہے۔ ان میں احساس تحفظ بہت کم ہوتا ہے اور بدلے ہوئے حالات سے نئے سرے سے مطابقت کے لئے وہ کسی کی مدد اور رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ الغرض جس حد تک بے روزگاری خاندان کے افراد پر بُرا اثر ڈالے اس پر اس کو بحران کا باعث سمجھنے کا انحصار ہے۔

2-بیماری کا بحران:

صحت کے بھی بے شمار مسائل ہیں جن میں عوامی امراض مثلاً جرثومی نشیمی (برص) غذائی بیماریاں انحطاطی امراض جن کا بڑھاپے سے تعلق ہے۔ ذہنی بیماریاں جن کا تعلق فشار خون وفساد خون اور تشویش سے ہوتا ہے شامل ہیں۔ کچھ لوگ بیماری کی وجہ سے کسی حد تک بے کار ہو جاتے ہیں۔ زیادہ متعدی اور غذائی بیماریاں اعلیٰ طبقے کے مقابلے میں نچلے طبقے کو متاثر کرتی ہیں جبکہ انحطاطی بیماریوں کا معاشرتی، معاشی طبقاتی حیثیت سے کوئی تعلق نہیں۔ بالعموم آدمی ایسی بیماریوں اور تکلیفوں کا شکار ہوتے ہیں جو مہلک ثابت ہوں۔ عورتوں کے مقابلے میں اندرونی دباؤ بھی مردوں پر زیادہ پڑتا ہے۔

۱۲۔ اسلامی معاشرے اور مغربی معاشرے میں خاندانی نظام میں اختلاف کی وجہ سے ہونے والا فرق:

اسلامی معاشرے میں خاندانی نظام قائم کرنے اور اسے برقرار رکھنے کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اس نظام کی عمارت چونکہ مرد اور عورت کے درمیان شوہر اور بیوی کے رشتے کی بنیاد پر ہی کھڑی ہو سکتی ہے، اس لئے اسلامی معاشرے میں اس بنیاد کو مضبوط تر بنانے کے خصوصی اقدامات کئے گئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت اور مرد کے ازدواجی رشتے میں ذہنی اور قلبی سکون اور باہمی ذمہ داریوں کی تقسیم کو اصل بنیاد بنایا اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے کو ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہونے کی حیثیت دی ہے اور جب شوہر کو اپنی بیوی سے ذہنی سکون ملے گا تو ان کی باہمی زندگی پُر سکون ہو گی اور جب میاں بیوی ایک دوسرے کیلئے اطمینان و سکون کا ذریعہ ہوں گے تو ان سے بننے والا خاندان بھی خوشیوں بھرا ہو گا اور جب ہر خاندان اس دولت سے مالا مال ہو گا تو معاشرہ خود ہی امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔ یہاں ہر صاحبِ عقل آدمی اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے کہ معاشرے میں جہاں اسلامی تعلیمات پر عمل ہوتا ہے وہاں سکون اور چین نظر آتا ہے اور جہاں عمل نہیں ہوتا وہاں بے چینی اور بے اطمینانی پیدا ہوا جاتی ہے چنانچہ اسلامی معاشرے کے مقابلے میں جب مغربی معاشرے پر نظر ڈالی جائے تو اس میں بسنے والے ذہنی سکون کی دولت سے محروم نظر آتے ہیں، اس کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے دُنیوی علوم وفنون اور ٹیکنالوجی کی ترقی میں کوئی کمی باقی ہے جس کی بنا پر وہ بے سکون ہیں یا ان کے پاس مال و دولت کی کمی ہے جس کی وجہ سے وہ معاشی پریشانیوں کا شکار ہو کر ذہنی سکون سے محروم ہیں بلکہ تمام تر ترقی، دولت، آسائشوں اور سہولتوں کی بہتات ہونے کے باوجود مغربی معاشرے میں بسنے والوں کے ذہنی سکون سے محروم ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف جنسی تسکین اور شہوت کی آسودگی کو بنیاد بنایا، جس کے لئے انہوں نے عورت کو بے راہ رَوی کی آزادی دی اور مرد کو یہ اختیار دیا کہ وہ کسی بھی عورت کے ساتھ اس کی رضامندی سے جنسی تعلقات قائم کر لے، جب مغربی معاشرے میں ذہنی سکون کی بجائے جنسی تسکین کو بنیاد بنایا گیا اور عورت کی حیثیت محض جنسی تسکین کا آلہ ہونے کی رکھی گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس معاشرے میں عورتوں، کنواری لڑکیوں اور بچیوں کا ناجائز بچوں کی مائیں بننا عام ہو گیا، حرامی بچوں کی پیدائش اور انہیں قتل کر دیئے جانے کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا، طلاقوں کی شرح بہت بڑھ گئی، خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ گیا، نفسیاتی اور ذہنی اَمراض میں مبتلا افراد کی تعداد بڑھنا شروع ہو گئی اور آج یہ حال ہے کہ ذہنی اور نفسیاتی امراض کے ہسپتال سب سے زیادہ وہاں ہیں، ذہنی مریضوں اور دماغی سکون کی دوائیں کھانے والوں کی تعداد بھی وہیں سب سے زیادہ ہے اور پاگل خانوں کی زیادہ تعداد بھی وہیں پر ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ مغربی معاشرے کی اندھی پیروی کر کے اپنا ذہنی سکون اور خاندانی نظام تباہی کے دہانے پر لانے کی بجائے ان کے حالات سے عبرت حاصل کریں اور اسلامی معاشرے کے اصول و قوانین پر عمل پیرا ہو کر ذہنی سکون حاصل کرنے اور خاندانی نظام کو تباہ ہونے سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں۔

نتیجہ

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان کی اہمیت کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہر فرد اور معاشرے کے لیے ضروری ہے۔ یہ نہ صرف فرد کی فلاح اور خوشحالی کے لیے اہم ہے، بلکہ پورے معاشرتی استحکام کے لیے بھی انتہائی ضروری ہے۔ آج کے دور میں اس اہمیت کو اجاگر کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہماری ذمہ داری ہے تاکہ ہم ایک مضبوط، اخلاقی اور روحانی معاشرہ قائم کر سکیں۔ سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں خاندان کے کردار کو اجاگر کرنے کی ضرورت آج کے دور میں اور بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے، کیونکہ معاشرتی مسائل جیسے کہ طلاق، بچوں کا غیر متوازن رویہ، اخلاقی انحرافات، اور فردیت کے مسائل بڑھتے جا رہے ہیں۔ ان مسائل کا حل خاندان کے ادارے کی مضبوطی اور افراد کے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں ہی مضمر ہے۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خاندان آج بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا ماضی میں تھا۔ اگرچہ موجودہ دور کے تقاضے بدل چکے ہیں، مگر خاندانی نظام کا کردار اب بھی ناقابلِ فراموش ہے۔ اس کو مضبوط بنائے بغیر معاشرتی استحکام ممکن نہیں۔ موجودہ دور میں مادی ترقی اور خود مختاری کے معاملات میں اکثر افراد اپنے خاندانوں سے دور ہو جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں احساس

cc BY

تنہائی، نفسیاتی مسائل اور اخلاقی زوال بڑھتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ میں خاندان کی اہمیت کو جاننا اور اس پر عمل کرنا انسان کی روحانیت کو مضبوط کرتا ہے۔ عصر حاضر میں خاندان کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ نہ صرف فرد کی ذمہ داریوں کو بڑھاتا ہے بلکہ پوری سماج کی اجتماعی ذمہ داریوں کی ترویج کرتا ہے۔ نبی ﷺ کی سیرت میں ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرد کی فلاح کو خاندان کی فلاح سے جڑا ہوا سمجھا، اور یہ اصول آج بھی بہت ضروری ہے۔

سفارشات

۱۔ پاکستان جیسے زرعی معاشرے میں اکائی خاندان کا نظام موزوں نہیں، اس سے کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ مشترکہ نظام خاندان کو مقبول بنایا جائے۔ شروع سے ہی افراد خاندان کو مشترکہ خاندان کے فوائد روشناس کرانا چاہئیں تاکہ بالغ ہونے پر مشترکہ خاندانی روایات کے علمبردار بن کر زندگی بسر کریں۔ اس موضوع پر مزید تحقیق ممکن ہے، محقق کو اس کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا موقع میسر آئے گا۔

۲۔ خاندانی نظام کو نصابِ تعلیم میں شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں تحقیق کے ذریعے خاندان کے ان پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے جن پر عمل پیرا ہو کر پاکستانی معاشرہ دوبارہ اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکے گا۔

۳۔ سوشل میڈیا کے استعمال سے خاندانی اقدار کو فروغ دیا جائے تاکہ نوجوان نسل شہری زندگی سے کچھ پل نکال کر دیہی معاشرہ کی طرف رخ کرے اور زندگی کی تازگی کو محسوس کر سکے۔ دیہاتوں سے شہروں میں بدلتا ہوا ماحول خاندان کے لئے مسائل پیدا کر رہا ہے۔ دیہی ماحول سے شہری ماحول میں بتدریج اور آہستہ آہستہ نظام خاندان میں تبدیلیاں لائی جائیں اور وہی تبدیلیاں قبول کی جائیں جو خاندان کے تمام افراد کے لئے مفید ہوں۔

۴۔ مساجد اور مدارس میں خاندانی زندگی پر خطابات کیے جائیں، تاکہ خاندانی اقدار مضبوط ہو۔

۵۔ جہاں سائنس نے ترقی کی وہی پر پاکستان میں اس کا اثر معاشرتی طور پر مرد اور خواتین پر ہوا۔ جس کے نتیجے میں خواتین اضافی مصروف ہوگئی اور گھروں میں کوتائیاں پیدا ہونا شروع ہو گئیں اور گھروں کا سکون برباد ہونا شروع ہوگیا۔ خواتین کی از سر نو تعلیم و تربیت انتہائی ضروری ہے اس سلسلے میں خواتین کو آن لائن کورسز کروا کر اس کمی کو پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

۶۔ خاندان کی از سر نو تنظیم کی جائے جس میں خاندان اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو اسی طرح انجام دے جیسے پہلے دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر مذہبی تعلیمات ثقافت کی منتقلی، تفریحی اور پہنی تسکین کے اسباب خاندان میں ہی انجام دیئے جائیں۔ یہاں تک کہ رشتے ناطے و شادیاں خاندان کے اندر ہی انجام دی جائیں۔ خاندان سے باہر شادیاں کرنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ ایسا کرنے سے خاندان میں اتفاق و اتحاد آپس میں پیار و محبت کو تقویت میسر آئے گی۔

۷۔ شادی کے بعد میاں بیوی کے درمیان پہنی ہم آہنگی ضروری ہے۔ میاں بیوی خاندان کے اہم رکن ہوتے ہیں جن پر پورے خاندان کی تنظیم و فلاح و کامیابی کا دارو مدار ہوتا ہے۔ ان کے درمیان تنازعہ جھگڑا بدبختی و بدقسمتی کی نشانی ہے۔ جب یہ طول پکڑ جائے تو طلاق و علیحدگی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ یہی خاندانی انتشار کا بڑا سبب ہے۔ خاندانی انتشار کو روکنے کے لئے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ نباہ کرنے کی کوششیں کرنی چاہئیں تاکہ دونوں یکجان و یک قالب ہو کر پورے خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے کام کریں۔ اس سلسلے میں خاندانوں میں آگاہی کی مہم چلائی جانی چاہیے اور اس سلسلے میں مواد تیار کیا جانا نہایت ضروری ہے اور اگاہی سیمینار منقعد کروانے چاہیے۔

مصادر ومراجع

۱۔القرآن

۲۔امام احمد بن شعیب النسائیؒ، کتاب الجہاد (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س:ن)

۳۔ڈاکٹر احمد رضا،، اسلام کا معاشرتی اور سیاسی نظام (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۸)، ص:۱۲۰

۴۔مفتی ثناء اللہ محمود، اسلام اور دیگر مذاہب و معاشروں میں عورت کے حقوق ومسائل (کراچی: دارالاشاعت، اپریل ۲۰۰۱ء)

۵۔جسٹس ذکاءاللہ لودھی، فکری ارتقاء اور اسلام (کراچی: احسان پبلیکیشنز، مارچ ۱۹۹۰ء)

۶۔رفعت اقبال، اسلام کا معاشرتی اور سیاسی نظام (لاہور: مکتبہ دانیال، س:ن)

۷۔۔زیارت غوری، اسلام اور حقوق العباد (لاہور: اقراء اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۹۴ء)

۸۔ابو داود سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانیؒ، سنن ابی داود (سعودی عرب: ریاض، دار السلام، س:ن)

۹۔امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن ترمذی (لاہور: مکتبہ بیت السلام، س:ن)

۱۰۔مولانا محمد اشرف علی تھانوی، اشرف الارشاد فی حقوق العباد (لاہور: ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۰ء)

OPEN ACCESS

۱۱۔ڈاکٹر حضرت علامہ محمد اقبالؒ، نظم: شمع وشاعر (فروری ۱۹۱۲ء)

۱۲۔ڈاکٹر محمد رفیق مرزا، قرآنی فلسفہ حیات (اسلام آباد: جاوداں پبلیکیشنز، مارچ ۲۰۰۲ء)

۱۳۔محمد الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب (لبنان، بیروت: دار لفکر، ۲۰۰۳ء)

۱۴۔امام مسلم بن الحجاج القُشیری النیشاپوریؒ، صحیح مسلم (لاہور: ادارہ اسلامیہ، س:ن)

۱۵۔قاضی محمد سلیمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س:ن)، ج:2

۱۶۔محمد یوسف فاروقی، عہد رسالت میں معاشرہ اور مملکت کی تشکیل (لاہور: اظہار القرآن، ۲۰۰۶ء)

۱۷۔سید معروف شاہ شیر ازی، اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، مئی ۱۹۷۴ء)، ج:۲

۱۸۔آن لائن تحقیقی ڈیٹابیس، Sunnah.com، maktabah.org، al-islam.org

حوالہ جات

---

[1] ۔ڈاکٹر احمد رضا، اسلام کا معاشرتی اور سیاسی نظام (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۸)، ص:۱۲۰

[2] ۔رفعت اقبال، اسلام کا معاشرتی اور سیاسی نظام (لاہور: مکتبہ دانیال، س:ن)، ص:۳۶

[3] ۔نفس مصدر

[4] ۔القرآن ۳۰: ۲۱

[5] ۔رفعت اقبال، اسلام کا معاشرتی اور سیاسی نظام، ص:۳۷

[6] ۔القرآن ۴: ۳۴

[7] ۔ڈاکٹر حضرت علامہ محمد اقبالؒ، نظم: شمع وشاعر (فروری ۱۹۱۲ء)

[8] ۔زیارت غوری، اسلام اور حقوق العباد (لاہور: اقراء اسلامک پبلیکیشنز، 1994ء)، ص:۱۸

[9] ۔سنن ابی داود، رقم: 3530

[10] ۔اسلام اور حقوق العباد، ص:۱۹

[11] ۔سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۱۹۲۱

[12] ۔نسائی، کتاب الجھاد، باب: الرخصۃ فی التخلف لمن لہ والدۃ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س:ن)، ص ۵۰۴، رقم:۳۱۰۱

[13] ۔سنن ترمذی، کتاب الرضاع، رقم:۱۱۵۹

[14] ۔مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم امتناعہا من فراش زوجہا، ص ۷۵۳، رقم:۱۴۳۶

[15] ۔اسلام اور حقوق العباد، ص:۲۹

[16] ۔سنن ترمذی، کتاب: الزواج (نکاح)، رقم: ۱۱۶۲

[17] ۔سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم:۱۹۲۱

[18] ۔ اسلام اور حقوق العباد، ص:۲۴

[19] ۔ محمد الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب (لبنان، بیروت: دار لفکر، ۲۰۰۳ء)، رقم:۴۹۴۹

[20] ۔مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، رقم: ۴۶۸۹

[21] ۔ صحیح مسلم، ص:۱۰۸۶، حدیث:۲۷۰۱

[22] ۔القرآن ۱۳: ۲۰۔۲۴

[23] ۔المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم:۳۹۱۲

[24] ۔ صحیح بخاری، کِتَابُ الأَدَبِ، رقم:۵۹۸۹